نئے سال کے آغاز پر قومی ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر کیے جانے والا سالانہ خطاب ۔ 21 /Mar/ 2021

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم
الحمدللہ ربّ العالمین و الصّلاۃ و السّلام علی سیّدنا محمّد و آلہ الطّاھرین و لعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین.

ایران کی عزیز عوام کو ایک بار نیا سال پھر مبارک ہو اور میں اللہ تعالیٰ سے ان سب کے لئے بابرکت اور خوشحال سال کی دعا کرتا ہوں۔ ہم 1400 میں داخل ہوگئے ہے۔ روایتی نقطہ نظر سے ، یہ ایک نئی صدی کا آغاز ہے اگرچہ دقیق نظر کے لحاظ سے ایسا نہیں ہے پر روایتی طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ ہم نئی صدی میں داخل ہوئے ہیں۔ اگر ہم پچھلی صدی یعنی 1300 اور حالیہ صدی میں ملک کے داخل ہونے کا ایک چھوٹا سا اور معنی خیز موازنہ کرنا چاہتے ہیں تو ، 1300 ، رضا خان کی آمریت کا آغاز تھا ، جو در حقیقت رضا خان کے ذریعہ ایک برطانوی بغاوت تھی جو در حقیقت ایک منحصر برطانوی آمریت اور حکمرانی تھی۔ یہ 1300 میں ہمارا داخل ہونا تھا۔ اس سال ، 1400 میں ہمارا داخل ہونا ، انتخابات کا سال ہے ، یعنی آزادی، عوام کے ووٹوں پر ، خود انحصاری اور قومی خود اعتمادی پر مبنی حکمرانی۔ یہ اس صدی میں ہمارا داخل ہونا ہے! سال 1300 میں داخل ہونے اور چودھویں صدی میں داخل ہونے میں ایک واضح فرق رہا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ، انشااللہ ، خدا ہمارے تمام امور کو بڑھاوا دے گا اور ترقی کی طرف رہنمائی کرے گا۔

میں نے کچھ مطالب کہنے کے لئے اتیار کئے ہیں: ایک اسی نعرے کے بارے میں ہے جو اس سال اٹھایا گیا ہے، جو در حقیقت پیداوار کا ہی نعرہ ہے ، لیکن اس حمایت اور پشتپناہی پر تکیہ کرنے کے ساتھ جس کی ضرورت ہے ، وہ حمایت جس کی ضرورت ہے اور وہ رکاوٹیں جن کو برطرف کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد میں انتخابات کا معاملہ پر کچھ بات کرونگا اور اس بارے میں کچھ نکات اٹھاوں گا۔ خارجہ پالیسی، حالات حاضرہ اور ایٹمی معاہدے کے مسئلے کے بارے میں کچھ مختصر نکات میں اپنی عزیز ملت کے سامنے پیش کرونگا۔

جیسا کہ ہم نے نوروز کے پیغام میں کہا ، سال 99 میں جومقصد تھا اور سال کو پیداوار میں سرعت کے نام سے منسوب کیا گیا تھا ، اسے مکمل طور پر حاصل نہیں کیا گیا ، لیکن انصاف اور حقیقت پسندی کو نظرانداز نہیں کیا جانا چاہئے ، پیداوار کے اہم حصوں میں پیشرفت ہوئی۔ کچھ معاملات میں ، اس کو سرعتِ پیداوار سے بھی یاد کیا جاسکتا ہے۔ کچھ معاملات میں ، اگر پیداوار میں کوئی سرعت نہیں بھی ہے تو ، یقینی طور پر پیداوار میں پیشرفت ضرور ہے۔ میرے پاس مصنوعات کی نسبتا لمبی فہرست ہے جس میں ہم نے پیداوار بڑھائی ہے - البتہ میں پوری فہرست نہیں پڑھونگا- بنیادی طور پر گھریلو مصنوعات کی پیداوار میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ گاڑی کے ٹائر ، ایلومینیم ، پیٹروکیمیکلز ، اسٹیل اور اس طرح کی اشیا کی پیداوار میں سال 99 ء میں واقعی طور سے ترقی اور پیشرفت حاصل ہوئی۔ اسکو اسی جاری رہنا چاہئے۔ ملک میں پیداواری تحریک کو جاری رکھنا چاہئے اور پیداوار کے راستے میں پیدا ہونے والی رکاوٹوں کو دور کرنا ہوگا۔

اب پیداوار میں حائل رکاوٹوں کے بارے میں ، میں اب دو یا تین کا ذکر کروں گا ، مثال کے طور پر - شاید میں نے پہلے بھی پیغام میں کہا ہے۔ فرض کیجئے ، مثال کے طور پر ، یہ بے حساب و کتاب درآمد ، یا سامان کی اسمگلنگ ، یا کسٹم غیر ضروری اور بوجھل قوانین، یا بینکوں اور بینکنگ سسٹم کا پیداوار کی حمایت کرنے میں ناکامی جیسے جو کچھ معاملات ہیں۔ لیکن صرف یہ پیداوار میں رکاوٹیں نہیں ہیں۔ مجھے ایک رپورٹ دی گئی

جس میں پیداوار میں رکاوٹوں کو تفصیل سے بتایا گیا ہے ، اور میرے خیال سے یہ اچھی بات ہے کہ اس طرح کی رپورٹ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر لوگوں کو ان معاملات سے آگاہ کرنے کیلئے ماہر افراد کو دی جائے ، تاکہ وہ جان لیں کہ پیداوار میں رکاوٹوں میں سے کچھ کو دور کرنا خود عوام کی ذمہ داری ہے ، اور اس میں سے کچھ عمومی طور پر سرکاری اداروں یا مکمل طور سے سرکاری اداروں کی ذمہ داری ہے چاہے اجرائی ادارے ہوں یا دوسرے ادارے ۔ تاہم ، پیداوار میں بہت سی رکاوٹیں ہیں جن کو دور کرنا ضروری ہے۔

اور دوسرا حمایت ہے۔ جیسے ان درآمدوں کو قانونی مراعات دینا یا انکی درآمد میں مدد کرنا جن کے اوپر پیداوار کا انحصار ہے۔ [مثال کے طور پر] ہماری کچھ پیداوار میں خام مال کی ضرورت ہوتی ہے جو بیرون ملک سے لانا پڑتا ہے ، یا کچھ مشینوں کے پرزے اور اس جیسے موارد جن کی مدد کرنے اور سہولت دینے کی ضرورت ہے۔ پیداوار میں ایک بہت بڑی امداد لوگوں کی قوت خرید کو بڑھانا ہے ، بصورت دیگر اگر یہ پیداوار ہو اور عوام کا تقاضا نہ ہو تو پیداوار ناکام ہوجائے گی۔ [یعنی] لوگوں کی قوت خرید ، جو وہی قومی کرنسی کی قدر و قیمت کا مسئلہ ہے اور ایک بہت اہم نکتہ ہے جس پر ماہرین کو اس پر تبادلہ خیال کرنا چاہئے۔ یا ، مثال کے طور پر ، دلالوں کو ختم کرنے میں مدد کرنا ؛ دلال قیمتوں میں اضافہ کرتے ہیں ، صنعتکار کو نقصان ہوتا ہے ، صارف بھی نقصان اٹھاتا ہے۔ دونوں نقصان اٹھاتے ہیں۔ اگر غیر ضروری ثالثوں کو ختم کردیا جاتا ہے تو ، پیداوارمیں اضافے کے لئے بہت مدد ملے گی ، اور یقینا اگر اس سال سنجیدگی سے اس معاملے کو دیکھا جائے تو معیشت میں یقینا ایک عظیم تبدیلی آئے گی۔

اور ، یقینا یہاں، اور بھی شرائط ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے۔ جیسے بدعنوانی کا مقابلہ کرنا۔ بدعنوانی کے خلاف جنگ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے یقینا بدعنوانی کے چینلز اور بدعنوانی کے روستوں کو بند کیا جانا چاہئے ، جس کا اصل مصداق بینکاری نظام میں اصلاح اور کسٹم اور اس طرح کے اداروں کی اصلاح کرنا ہے جس سے بدعنوانی کا راستہ مکمل طور پر بند ہوجائے۔

جس چیز کو میں لازم سمجھتا ہوں کہ یہاں اپنی عزیز قوم سے عرض کروں، معیشت اور لوگوں کی روزی روٹی میں مشکلات کی وجہ سے ، کچھ کو منفی پروپگنڈہ اور مایوسی کی آیت پڑھنے کا موقع ملا ہے:"جناب! "اس کا کوئی فائدہ نہیں ، کچھ نہیں کیا جاسکتا۔" کچھ اس طرح ہیں ؛ چاہے سوشل میڈیا میں ہوں ، یا بعض ہمارے پریس میں جو افسوس کے ساتھ بنیادی طور پر بیرونی تبلیغات ہیں۔ چونکہ لوگوں کے سامنے حقیقی مسائل ہیں ، لہذا وہ ان چیزوں کو مکمل طور پر بند گلی جیسی صورت کو ظاہر کرنے کے لئے بطور ذریعہ استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ نہیں ، میں آپ کو بتاتا ہوں ، ایسا بالکل نہیں ہے۔ ہماری معیشت اپنی اندرونی صلاحیتوں اور قابلیتوں کیوجہ سے خطے کی پیشرفتہ معیشتوں میں سے ایک ہوسکتی ہے ، اور یہاں تک کہ دنیا کی سب سے پیشرفتہ معیشتوں میں سے ایک بن سکتی ہے۔ ہمارے پاس بہت سی صلاحیتیں ہیں ، ہمارے پاس بہت سارے وسائل ہیں۔ ان سہولیات کے استعمال میں معجزات کی ضرورت نہیں ہے ، یہ وہ معاملات ہیں جن کو متعلقہ عہدیدار اور مستعد حکام ، ذمہ داری کے احساس اور اعلی کوشش کے ساتھ حل کرسکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ ایک مضبوط انتظامیہ ہو ، ملک میں مضبوط انسداد بدعنوانی کا نظام حاکم ہو ، اور ایک جامع معاشی منصوبہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو ، ان موجودہ صلاحیتوں کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ابھی عالمی بینک کے ماہرینـ اب ہماری بات نہیں رہیـ عالمی شہرت یافتہ ماہر معاشیات کے مطابق جو عالمی

بینک کے ماہرین ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ایران کی معیشت دنیا کی اعلی معیشتوں میں 18 ویں نمبر پر ہے۔ یعنی پابندیوں اور بہت ساری پریشانیوں کے باوجود ۲۰۰ کچھ ممالک میں سے ہم دنیا کی 18 ویں بڑی معیشت ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر غیر استعمال شدہ ظرفیتیں اور استعداد استعمال کی جائے - جن میں سے کچھ کا میں اب ذکر کر رہا ہوں - ایران کی معیشت چھ مقام بڑھ کر بارہویں نمبر پر فائز ہو جائے گی۔ یہ ایک بہت ہی اہم چیز ہے۔ ۸۰ ملین کی آبادی کے باوجود ، ان تمام مشکلات کے باوجود جو دوسروں نے ہم پر عائد کی ہیں جیسے پابندیاں اور دوسری چیزیں۔ یہ کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے۔ اس کو بھی دھیان میں رکھنا چاہئے۔

لیکن اب اس عالمی بینک کی رپورٹ میں جو استعداد موجود ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ دو طرح کی استعداد ہے: ایک زمینی استعداد، ایک انسانی استعداد (افرادی قوت)۔ زمینی صلاحیتیں ، [مثال کے طور پر] ملک کی وسعت، سمندر تک ملک کی رسائی - ہم بحر عمان اور بحر ہند کے ہمسایہ ہیں اور ہمیں پانی تک رسائی حاصل ہے - اور پڑوسیوں کی تعداد - ہمارے چودہ یا پندرہ پڑوسی ممالک چھ سو ملین سے زیادہ کی آبادی کے ساتھ موجود ہیں یہ ایک بہت ہی اہم ظرفیت اور استعداد ہے۔ مشرقی و مغربی ، شمالی و جنوبی راہداری اور نقل و حمل کے امکانات کے ساتھ ہمارے ملک کی یہ موجودہ صورتحال ہے۔ اس استعداد کا مالک ہے۔ بے شک ، دشمن ان صلاحیتوں سے مستفید ہونے سے روکنے کے لئے کام کرتے ہیں ، لیکن مناسب سرگرمیوں کے ساتھ ، ان صلاحیتوں سے دوہری جدوجہد کے ذریعے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ علاقائی استعداد ہیں۔

افرادی قوت کی استعداد، ورکنگ عمر کی موجود آبادی ہے۔ دیکھیں سن 1960 کی دہائی میں ہونے والی آبادی میں اضافے کا برکت سے، جب کچھ لوگوں نے چیخ چیخ کر کہا کہ ہم نسل کو اتنا کیوں بڑھا رہے ہیں! آج وہی جوان ہیں جو لیبر مارکیٹ میں داخل ہوئے ہیں۔ یعنی یہ ملک ایک نوجوان ملک ہے ، بہت بڑی افرادی قوت ہے جو مزدوری کی منڈی میں داخل ہوسکتی ہے۔ ہماری یونیورسٹی تعلیم کی اس وسیع رینج کے ساتھ ، ہمارے پاس موجود وسیع طلباء اور گریجویٹس کی تعداد کے ساتھ ، جس نے ہماری نوجوان نسل کی اکثریت کو فارغ التحصیل اور تعلیم یافتہ اور پڑھا لکھا اور کام کرنے کے قابل بنا دیا ہے، [ہمیں] کام کرنے کی عمر کی حامل اور تعلیم یافتہ افرادی قوت کو سرگرم کرنے کے اہل ہونا چاہئے۔ ورلڈ بینک کی رپورٹ میں یہی کہا گیا ہے ، لیکن دوسری اہم صلاحیتیں بھی ہیں جن کا میں کچھ ذکر کروں گا۔

ایک ملک کے داخلی بازار کی استعداد ہے۔ دوسرے لفظوں میں ، ۸۰ ملین مارکیٹ ایرانی صنعتکار کے اختیار میں ہے ، یعنی ہر صنعتکار بھی صارف ہوتا ہے ، مجموعی طور پر ، ایک بڑے ملک میں ۸۰ ملین صارف والی مارکیٹ ایرانی صنعتکار کے اختیار میں ہے ، اور خود یہ ایک اہم استعداد ہے۔ ایک اور اہم صلاحیت قدرتی سرمائے کی ہے ، جسے آج ہم اس قدرتی سرمایے میں سے کچھ کا استعمال کرتے ہیں - سب نہیں - لیکن یہ خام شکل میں استعمال کیا جاتا ہے - اس میں سے بہت سے - جیسے تیل ، گیس کی طرح سے خام شکل میں مصرف ہوتے ہیں۔ جبکہ ان سے اور بہتر استفادے کئے جاسکتے ہیں اور انکے ذریعے اضافی قدر و قیمت اور ارزش ایجاد کی جاستی ہے ؛ یا زرعی زمینیں یا چراگاہیں یا جنگلات ، جو ایرانی قوم کے اختیار میں بہت بڑا خزانہ ہیں۔ ہمارے پاس زیر زمین معادن جیسے تیل، گیس، جیسے زنک ، تانبا ، لوہے وغیرہ کی دنیا کی اعلی درجہ بندی موجود ہے۔ پہلی اور دوسری درجے سے نویں درجے تک ہمارے پاس یہ وسیع قدرتی وسائل ہیں۔ یہ وسائل بہت اہم ہیں۔ اس کے علاوہ ، ان تیس سالوں میں اہم انفراسٹرکچر تعمیر کیا گیا جو ملک میں نہیں تھا: ڈیم ، بجلی گھر ، ریلوے ، سڑک کے ذریعے نقل و حمل کے راستے ، اور اسی طرح ، اور بہت سارے انفراسٹرکچر تعمیر کیے گئے ہیں۔ ان خصوصیات

کا حامل ملک اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ، اگر اس کے پاس مناسب اقتصادی منصوبہ بندی اور مضبوط انتظام ہو (اور یہ انتظامیہ - جس کا میں بعد میں انتخابات کے مسئلے میں ذکر کروں گا - یقینا ، مضبوط اور مشکلات حل کرنے کے قابل، عوامی، بدعنوانی کا مقابلہ کرنے والی ہونی چاہیے) یہ ملک معاشی طور پر ترقی یافتہ ملک بن سکتا ہے اور پابندیوں کا اب اس پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ پابندیاں ختم ہونا اسکے لئے اہم نہیں۔ ختم ہوں یا نہ ہوں۔ جب ایک ترقی یافتہ اور پیشرفتہ معیشت ہوگی تو دوسرے خود با خود محتاج ہونگے اور پابندیوں کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

ایک اور نکتہ جو ملکی معیشت کے بارے میں بتانا بہتر ہے وہ یہ ہے کہ مسائل کو حل کرنے کے لئے عوام کا تعاون درکار ہوتا ہے۔ عوام کی ہمفکری۔ جس کام میں بھی عوام مشارکت کرتے ہیں ، اس میں یقینا ایک گرہ کشائی موجود ہوتی ہے ، اب تک ایسا ہی رہا ہے۔ ان تمام چیزوں میں جن میں عوام مشارکت کرتے تھے ، وہاں کشادگی وجود میں آئی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پیداوار کے لئے سرمایہ کاری اور سرمایہ کاری کے معاملے میں ، عوام خود بھی اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں۔ وہ لوگ جن کے پاس سرمایہ ہے اور مثال کے طور پر ، کچھ بے فائدہ تجارت میں خرچ کرتے ہیں اسے پیداوار میں استعمال کرسکتے ہیں ، یا وہ جو دوسروں کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ کرونا کے معاملے میں اسی طرح پیش آیا اور سب لوگوں نے مشارکت کی، پیداوار کے معاملے میں بھی جو افراد اہلیت رکھتے ہیں وہ ایک فرد، دو افراد ، دس افراد ، کی ملازمت میں مدد فراہم کرسکتے ہیں۔

یقینا اس کے لئے عوامی نظام سازی کی ضرورت ہے۔ بہت سارے ایسے ہیں جو مدد کرنا چاہتے ہیں ، مدد کرنے کا طریقہ نہیں جانتے ہیں۔ عوامی رفاہی اداروں ، انقلابی اداروں ، مساجد کے ٹرسٹی جو اس شعبے میں سرگرم ہیں یا اور کچھ دیگر مقامات کی طرح ، ان کی منصوبہ بندی کرنی ہوگی تاکہ سب کو معلوم ہو کہ ایک چھوٹی سی سرمایہ کاری سے ملکی پیداوار کی کس طرح مدد کی جاسکتی ہے۔ یعنی ، ہر ایک کو یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ پیداوار میں مشارکت کے لئے ان کو اربوں کی سرمایہ لگانا پڑے گا۔ نہیں ، یہاں تک کہ چھوٹی سرمایہ کاری بھی کبھی کبھی ملک کی پیداوار میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ کبھی کبھی ، مثال کے طور پر ، ایک دیہی خاندان کی معیشت کو چند جانوروں کے ذریعے زندہ کیا جاسکتا ہے، خود کفیل بنایا جاسکتا ہے۔ فرض کیجئے، ایک شہری کنبے کو بننے کی مشین یا سلائی مشین یا اس طرح کی مشینوں سے مکمل طور پر خود کفیل بنایا جاسکتا ہے۔ اس طرح کے کام بہت جے جاسکتے ہیں جو لوگوں کی مدد اور غربت کے خلاف جنگ کے ساتھ ساتھ پیداوار میں مدد کے لئے بھی فائدہ مند ہیں!

اس موقع پر ، میں پابندیوں کے بارے میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں - بے شک ، میں بعد میں اس موضوع پرآؤں گا اور کچھ اور وضاحت کروں گا - اقتصادیات کے معاملے پر ، سب سے پہلے ، ریاستہائے متحدہ امریکہ کی طرف سے ہمارے خلاف اور کچھ دوسرے ممالک کے خلاف عائد معاشی ناکہ بندی اور پابندیاں حکومتوں کے عظیم جرائم میں سے ایک ہیں۔ پابندیوں کے معاملے کو کسی سیاسی یا سفارتی عمل کے طور پر نہیں دیکھا جانا چاہئے۔ واقعی یہ ایک جرم ہے۔ ایک ایسی قوم کا بائیکاٹ کرنا جو دوائی درآمد نہیں کر سکتی ، طبی سامان درآمد نہیں کر سکتی ، خوراک کی درآمد نہیں کر سکتی - اب ، خدا کا شکر ہے کہ ہم اپنا کام جاری رکھیں ہوئے ہیں، لیکن کچھ ممالک ایسے بھی ہیں جو ایسا نہیں کرسکتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا جرم ہے ، اور یہ امریکہ جیسی حکومت کی طرف سے ہے ، جو ایک ہی دن میں 220،000 افراد کو ہلاک کر سکتی ہے۔ یہ جرم امریکہ سمیت کچھ طاقتوں نے کیا تھا۔ جان لیجئے کہ معاشی پابندیاں اور ناکہ بندی یقینا ایک بہت بڑا جرم ہے۔ یہ پہلا مطلب ہے۔

تاہم ، ہمارے ملک کیلئے پابندیاں - حالانکہ یہ ہمارے ملک کے خلاف ایک جرم ہے- کچھ منافع کی حامل بھی تھیں جن کے توسط سے اس خطرے کو موقع میں تبدیل کرنے کے میں کامیاب ملیۓ ہمارے محنتی نوجوانوں نے کوششیں کیں اور کچھ شعبوں میں جہاں اشیاء پوری طرح سے بیرون ملک سے درآمد پر منحصر تھیں، انہوں نے ملک کو درآمدات سے بے نیاز کردیا، یعنی انہوں نے داخلی پیداوار کیۓ داخلی پیداوار، خود سرعت پیداوار کی نسبت ایک الگ موضوع ہے۔ یہ ملک کے اندر سائنس و ٹیکنالوجی کا ایجاد کرنا ہے۔ یہ حقیقت میں ملک کے اندر کچھ نیا کام کرنے کے مترادف ہے، اور آپ کبھی کبھار ٹی وی پر ایسی رپورٹس دیکھتے ہیں جس میں افراد کہتے ہیں کہ یہ کام ہم نے یہ کیا ہے۔ وہ ایسی اشیاء بناتے ہیں جو ملک کو بیرون ملکی انحصار سے خارج کردیتی ہیں، اور ان کی مصنوعات غیر ملکی ساختہ مصنوعات سے بہتر اور سستی ہوتی ہیں، اور پھر یہ ہمارے اپنے بچوں نے تیار کی ہوتی یئں ، جسے انسان پوری رغبت کے ساتھ استعمال کرسکتا ہے ، اور اس بیرون ملکی انحصار کو کچھ میدانوں میں ٹوڑ دیا گیا ہے۔ یہ ہمارے لئے ایک سبق بن گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ جب کچھ ٹی وی شوز میں دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کام میں نے یا ہم چند افراد نے مل کر کیا ہے تو واقعی یہ ہمارے لئے ایک درس ہے۔

ہم پابندیوں کے خلاف دو راستے اختیار کرسکتے ہیں: ایک یہ کہ پابندیاں لگانے والے کے پاس جاکر اس سے تقاضا کریں:"جناب ، آپ نے ہمارا بائیکاٹ کیا ، ہم آپ سے تقاضا کرتے ہیں کہ ، مثال کے طور پر ، اس بائیکاٹ کو کم کردیں یا یا بالکل ختم کردیں" اور وہ کہے گا کہ ٹھیک ہے ، میں زیادہ بات نہیں کرتا ہوں ، یہ چیزیں انجام دو- میز پر چند مستکبرانہ مطالبات رکھے اور کہے کہ ان مطالبات کو تسلیم کرو- میں کچھہ پابندیوں کو کم کردونگا۔ یہ وہ راستہ ہے جو در حقیقت ذلت کی راہ ہے ، انحطاط کا راستہ ہے ، پسماندگی کا راستہ ہے۔ دوسرا راستہ یہ ہے کہ ہم اپنی داخلی قوت کو متحرک کریں۔ ہماری اچھی صلاحیتیں ہیں۔ ان قوتوں کو متحرک کریں اور داخلی طور پرپابندیوں کی شکار مصنوعات کو تیار کریں۔ حریف جب یہ دیکھتا ہے کہ داخلی طور سے ان مصنوعات کو تیار کیا جارہا ہے ، خود بخود حرکت میں آجاتا ہے۔ کیونکہ وہ خود مختلف ممالک سےاس چیز کی تجارت کے تحت منافع اٹھاتے ہیں - ان حکومتوں کا ایک بہت بڑا منافع اسی سے ہے۔ اسی وجہ سے خود یہ بات باعث بنے گی کہ پابندیاں یا تو اٹھالی جائیں یا پھر غیر موثر ہوجائیں۔

لہذا ، ہماری قوم نے یہ دوسرا راستہ منتخب کیا ہے۔ حقیقت میں ایسا ہی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری باشرف قوم نے یہ دوسرا راستہ چن لیا ہے اور بڑی کامیابیاں حاصل کیں ، جن میں سے آخری کامیابی وہی کامیابی ہے جو کورونا کے مسئلے سے متعلق ہے۔ جب کورونا آیا تھا، اگر آپ کو یاد ہے تو ہمارے پاس ماسک تک نہیں تھا۔ ملک میں لوگوں کو ماسک پہننے کے لئے در حد کافیت سہولیات میسر نہیں تھیں۔ یا یہ ڈس انفیکشن مائعات ستیاب نہیں تھے۔ داخلی کوششیں کی گئیں، ہم ماسک کے معاملے میں خود کفیل ہوگئے۔ دوسرے ماسک چوری کر رہے تھے - اس بات کا تعلق دو سال پہلے سال ۹۸ کے اسفند مہینے سے ہے اور پچھلے سال ۹۹ کے فروردین مہینے سے ہے- یہ ماسک کسی یورپی ملک نے چین سے خریدے تھے ، ایک اور یورپی ملک آیا اورراستے سے چوری کرکے لے گیا! یعنی دنیا میں ماسک کا مسئلہ کچھ یوں تھا۔ ہم نے خود پیداوار کیۓ ہمارے نوجوانوں ، ہمارے لوگوں نے ، گھروں اور مساجد میں ماسک یا ڈس انفیکشن سامان تیار کیا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ واقعی باہر پر انحصار کو توڑنے کا ایک مکمل مظہر تھا۔ اوراسی طرح ہم اس مقام تک چلے گئے کہ ہم ویکسین تک پہنچ گئے، جو آج مختلف روشوں سے اور متعدد طریقوں سے پیداوار ، جانچ اور ٹیسٹ کے مراحل میں ہے خدا کا شکر ہے۔ یہ ملک کے لئے اعزاز کا ذریعہ بن گیا ہے۔ کچھ غیر ملکی تجزیہ کار جو منصفانہ ہیں ہمارے ملک کی تعریف

کرتے ہیں۔ ایرانی قوم نے یہ راستہ آزمایا ہے، اور خدا کی رضا شامل رہے تو وہ اسی راستے پر چلیں گے۔

ہزاروں نوجوان فعال صنعتی مراکزمیں، علمی اور غیرعلمی مراکزمیں، ایسی پابندیوں کا شکار مصنوعات تیار کررہے ہیں جو بیرون ملک کی نسبت بہتر معیار کی بھی ہیں اور ، جیسا کہ ہم نے کہا ہے ، سستی بھی ہیں۔ دوسرے علوم میں بھی ایسا ہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ، واقعی ہم اپنے نوجوانوں کی صلاحیتوں کے بارے میں جتنا بھی کہیں کم ہیں اور جتنا بھی کہیں ہم نے بہت کم کہا ہے۔ نینو سائنس جیسے ابھرتے ہوئے علم کے میدان میں ، آج ہم نانو ٹیکنالوجی اور نینو ٹیکنالوجی کے میدان میں دنیا کے اعلی ممالک میں شامل ہیں ، اور سائنسی مضامین ، ریفرنس آرٹیکلز کے لحاظ سے ، عالمی علمی مراکز کہتے ہیں کہ گذشتہ بیس سالوں میں مثال کے طور پر ، 2001 میں ایران کے نانو پر دس مضامین تھے ، 2020 میں بارہ ہزار مضامین ہیں ؛ یعنی ، بیس سال کے اندر ، ہم نانو پر دس سائنسی مضامین سے بڑھ کر بارہ ہزار سائنسی مضامین تک پہنچ چکے ہیں۔ ملک میں ایسی ترقیاں ہو رہی ہیں ، خدا کا شکر ہے۔ یہ اہم ہیں۔ دفاعی شعبوں میں بھی آپ دیکھ رہے ہیں ؛ خدا کا شکر ہے ، ملک کی ترقی زیادہ نمایاں اور شاندار ہوتی جارہی ہے اور ، کچھ لوگوں کی رائے میں ، یہ عجیب و غریب پیشرفت حاصل ہورہی ہے کہ ملک کی ان دفاعی مصنوعات نے ملک کی سلامتی کے معیار میں اضافہ کیا ہے۔ یہ ملک کے لئے بہت اہم ہے۔ اس کا مطلب ہے «حصون الرّعيّة» در حقیقت ، یہ ملک کی سلامتی کے لئے قلعے اور باڑ ہیں۔ لہذا ، پابندیوں کا خطرہ ، جو ایک حقیقی خطرہ اور ایک حقیقی جرم ہے ، کو موقع میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اپنی ایک ایک داخلی صلاحیتوں اور داخلی قوتوں پر بھروسہ کرتے ہوئے۔

معاشی امور کے بارے میں آخری نکتہ یہ ہے کہ ہمارے عزیز ذمہ داران - چاہے جو اب عہدے پر ہیں یا وہ جو بعد میں آئیں گے - کو ہمارا تاکید شدہ مشورہ ہے کہ وہ ملک کی معیشت کے معاملات کو پابندیوں کے خاتمے سے نہ جوڑیں۔ اب اس انتخابی مہم میں معاشی بحث بھی ہوگی۔ ملکی معیشت کو ہوا میں معلق اور تعطل کا شکار نہ بنائیں اور دوسروں کا فیصلہ کرنے کا انتظار نہ کریں کہ [اگر] پابندیاں ختم ہوجائیں تو ہم یہ کریں گے ، ہم وہ کریں گے۔ فرض کریں پابندی باقی رہیں گی ؛ پابندیوں کے تسلسل کی بنیاد پر ملکی معیشت کا منصوبہ بنائیں۔ اور منصوبہ بنایا جاسکتا ہے۔ آپ کو دوسروں کا منتظر نہیں رہنا چاہئے۔ پچھلے تین یا چار سالوں میں ہماری معیشت کا ایک مسئلہ یہ رہا ہے کہ ہم کہتے رہے ہیں کہ [اگر] پابندیاں ختم ہوجائیں گی ، مثال کے طور پر ، فرض کریں کہ اس طرح کی اگر پابندیاں ختم ہوجائیں گی تو اس طرح ہوجائے گا، غیر ملکی سرمایہ کاری [اگر] آجائے تو اس طرح کیا جائے گا۔ یہ "اگر" ملکی معیشت کو معطل اور الجھن میں رکھتا ہے ، اور معیشت میں کوئی بے یقینی نہیں ہونی چاہئے ، جو ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ یہ معیشت سے متعلق امور اور اس سال کے اس نعرے کے بارے میں کہ انشاءاللہ سب کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس سال کے سلوگن یعنی رکاوٹوں کو دور کرنے اور حمایت کے مسئلے کو تحقق بخشا جائے ۔

اب جون میں ہونے والے صدارتی اور کونسل کے انتخابات کے بارے میں ، یعنی تقریبا آج سے تین مہینوں بعد، اور یہ بہت اہم ہے ، کچھ باتیں یہاں پر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

پہلے انتخابات کی اہمیت ؛ ملک میں انتخابات داخلی اور بیرونی دونوں لحاظ سے بہت اہم ہیں۔

اندرونی طور پر ، انتخابات در حقیقت ملک میں جدت ہیں۔ جب انتخابات ہوتے ہیں ، یعنی ، ایک نیا آنے والا میدان میں داخل ہوتا ہے ، مسائل میں داخل ہوتا ہے ، اور ملک کے اجرائی شعبے میں جدید کاری ہوتی ہے ، جو بہت اہم ہے۔ جیسا کہ اجرائی شعبے کو ایک نئی سانس دی جارہی ہو۔ اجرائی شعبے کا کام بہت سنگین ہے ، جس کا میں بعد میں ذکر کروں گا اور بات کرونگا ، ان‌شاءالله ۔ لہذا ایک نیا اور با انگیزہ گروہ آئے گا ، اور یہ ملک کے لئے بہت اچھا اور خوش آیند ہے۔

بیرونی نقطہ نظر سے ، انتخابات اور عوام کا حاضر رہنا اور عوام کی شرکت قومی اقتدار کی علامت ہے۔ ہم سب کو جاننے اور تسلیم کرنے کی ضرورت ہے کہ ہاں ، دفاعی قابلیتیں اور سفارت کاری کی صلاحیت اور اس طرح کے امور سے ملک کو قوت ملتی ہے ، اس میں کوئی شک نہیں ، لیکن ان میں سب سے زیادہ اہم ایک ملک کی عوام ہیں، قوم ہے جو قومی اقتدار کو مضبوط کرتی ہے۔ جب دنیا میں سب احساس کریں–دشمن اور دوست - کہ یہ قوم بیدار ، جیتی جاگتی ، اپنے پیروں پر کھڑی ہوئی، با انگیزہ اور متحرک ہے ، تو یہ ملک سب کی نگاہوں میں ایک مقتدر اور عظیم ملک بن جاتا ہے۔ چاہے دوست ہو یا دشمن۔ لہذا ، لوگوں کی مشارکت ملک کے اقتدار کا باعث بنے گی۔ اور انتخابات لوگوں کی مشارکت کا مظہر ہیں۔ انقلابی اجتماعات عوام کی مشارکت کا مظہر ہیں ، اور سب سے اہم یقینا خود انتخابات ہیں۔

میں نے پہلے بھی کئی بار "مضبوط ایران" کے بارے میں بات کی ہے اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ملک کو مضبوط بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ملک و قوم جو مستکبروں، دشمنوں اور مغروروں کی دشمنیوں کا سامنی کرتی ہے ، راہِ حل اور علاج خود کو مضبوط بنانا ہے۔ ملک کی یہ طاقت اور "مضبوط ایران" ایک عوامی نعرہ ہے ، یہ سب قبول کرتے ہیں۔ جو مجھے بھی نہیں مانتا وہ بھی "مضبوط ایران" کے نعرے کو قبول کرتا ہے۔ یقینی طور پر ایک مضبوط ایران ایک کمزور اور بے اختیار ایران سے بہتر ہے۔ مضبوط ایران ، باعزت ایران۔ تو اب ایران کو یہ طاقت کون دے گا؟ جیسا کہ ہم نے کہا ہے ، قوم۔ یہ قوم ہے جو ملک کو یہ طاقت دیتی ہے ، اور قوم کا حاضر رہنا اور ان کی مشارکت - ان کی خود شرکت، اور ان کی شرکت کی تعداد- یقینا اس قومی طاقت پر اثر انداز ہوتی ہے۔

اور میں یہ بھی عرض کرتا چلوں- یہ ہماری معلومات ہیں- ہماری قوم بھی جان لے کہ بعض ممالک کی جاسوس اور انٹیلیجنس ایجنسیاں، اور سب سے بدترین امریکہ ، نیز صیہونی حکومت آج سے نہیں بلکہ کئی عرصے سے جون کے انتخابات کو پٹری سے اتارنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یا تو وہ منتظمین پر الزام لگاتے ہیں [اور کہتے ہیں کہ "سلیکٹڈ انتخابات" - در حقیقت وہ انتخابات کے منتظمین پر الزام لگارہے ہیں یا وہ معزز نگہبان کونسل پر الزام لگاتے ہیں - یا وہ لوگوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں [اور کہتے ہیں] "آپ کے ووٹ کا کوئی اثر نہیں ہوتا، صورتحال کو بہتر بنانے میں اسکا کوئی کردار نہیں۔ تم خود کو بیکار میں کیوں تھکاتے ہو!" وہ یہ سارے کام انتہائی شدت سے کر رہے ہیں۔

اور وہ سوشل میڈیا سے زیادہ سے زیادہ مفاد اٹھاتے ہیں۔ بدقسمتی سے ، ہمارے ملک کے سوشل میڈیا میں ، جہاں ان تمام تر تاکید کے باوجود جو میں نے کی ہیں ضروری احتیاطوں کا خیال نہیں رکھا جاتا ہے، اور ایک لحاظ سے حقیقتا اسکو اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا ہے، جو ذمہ دار ہیں انکو ان مسائل پر توجہ دینی چاہئے۔ دنیا کے تمام ممالک اپنے سائبر اسپیس کی نظام سازی کر رہے ہیں ، [جبکہ] ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم نے سائبر اسپیس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا ہے۔ یہ اعزاز کی بات نہیں ہے۔ یہ ہرگز اعزاز کی بات نہیں ہے۔ سائبر اسپیس کی نظام

سازی کرنا ضروری ہے۔ عوام کو اس کا استعمال کرنا چاہئے ، بلا شبہ یہ لوگوں کی آزادی کا ایک ذریعہ ہے ، یہ بہت اچھا ہے ، لیکن اس کو دشمن کے ہاتھ میں ایک وسیلہ نہیں بننا چاہیے کہ وہ ملک اور قوم کے خلاف سازش کرنے کے قابل ہوسکے۔ وہ سوشل میڈیا کو استعمال کررہے ہیں اور ان کا ہدف نفسیاتی حربوں کے ذریعے انتخابات میں لوگوں کی شرکت کو کم کرنا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ ، خدا نے چاہا ، لوگ ان کا نفی میں جواب دیں گے اور ایسا کچھ کریں گے جس سے دشمن مایوس ہوجائے۔ یہ سب سے پہلی چیز ہے جو انتخابات کی اہمیت ہے۔

دوسرا مسئلہ صدارت کے عہدے کی اہمیت ہے۔ صدارت ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ یعنی ، ملک کا سب سے اہم اور موثر انتظامی عہدہ صدارت ہے۔ کہ اب کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ صدر کے پاس اختیار نہیں ہے ، صدر صرف سپلائی کرنے والا ہے ، صدر کو بارہ فیصد یا پندرہ فیصد اتھارٹی حاصل ہے - مجھے نہیں معلوم کہ وہ اس کا حساب کس طرح لیتے ہیں! اب کئی سالوں سے ان باتوں کو کبھی کبھی کیا جاتا رہا ہے - یہ سب جھوٹ ہے۔ یہ یا تو غیر ذمہ دارانہ طور پر کہا جاتا ہے ، یا یہ جہالت کی وجہ سے کہا جاتا ہے ، یا خدا نہ کرے ، اس کا ایک اور مقصد ہے۔ یہ اس طرح نہیں ہے ؛ صدارت ایک مصروف ترین اور انتہائی ذمہ داری رکھنے والا عہدہ ہے۔ یعنی ، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ "بہت سوں میں سے ایک" ؛ صدر مملکت ملک کے سبھی انتظامی عہدوں میں مصروف ترین اور سب سے زیادہ ذمہ داری والا عہدہ ہے۔ ملک میں تقریبا تمام انتظامی مراکز صدر کے ہاتھ میں ہیں۔ یعنی ، فرض کریں کہ عدلیہ یا عسکری شعبہ کے انتظامی مراکز ہیں۔ یہ ایوان صدر کے تحت چلنے والے مراکز کی نسبت صفر ہیں یا بہت مختصر ہیں۔ ملک کے تقریبا تمام انتظامات کی اکثریت ، جن کی تعداد ہزاروں میں ہے ، صدر مملکت کے ہاتھ میں ہے۔ ملک کا تمام منظور شدہ بجٹ صدر کے ہاتھ میں ہے ، کیوں کہ اس پروگرام کا سربراہ نائب صدر ہوتا ہے جو براہ راست صدارت کے تحت ہوتا ہے۔ ملک کی سرکاری سہولیات بھی ، زیادہ تر اور اکثر صدر کے اختیار میں ہوتی ہیں۔ لہذا ، دیگر انتظامی شعبے صدارت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ صدارت اتنا اہم مقام ہے۔ اب آپ صدر منتخب کرنا چاہتے ہیں۔ دیکھیں کہ آپ اور میرے پاس کتنی اہم ذمہ داری ہے کہ ہمیں جاکر ووٹ ڈالنا ہے۔ بلاشبہ ، میرے ووٹ کا وزن بھی سولہ یا سترہ سالہ لڑکے کے ووٹ کے برابر ہوتا ہے۔ کم یا زیادہ نہیں۔ ہم جاکر ووٹ ڈالنا چاہتے ہیں اور صدر کا انتخاب کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ صدر کی ذمہ داریوں پر غور کریں۔ یہ بھی ایک نکتہ ہے۔

تیسرے نقطہ میں ، میں صدارتی امیدواروں کے سامنے کچھ نکات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ان لوگوں کے لئے جو صدارت کے لئے انتخاب لڑ رہے ہیں - یہ کام شروع ہوچکا ہے۔ ابھی کچھ مدت سے لوگوں نے مستقل طور سے اعلان کیا ہے کہ وہ حصہ لینا چاہتے ہیں - میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم آپ سے توقع کرتے ہیں کہ آپ کام کا وزن اور مشکلات جانیں گے۔ آپ جو رضاکارانہ امیدوار بنے ہیں، آپ جانتے ہوں کہ آپ کیا ذمہ داری اٹھانا چاہتے ہیں ، کیا بھاری بوجھ آپ اٹھانا چاہتے ہیں۔ یہ جانئے۔ اگر آپ دیکھتے ہیں کہ ، اچھی طرح سے ، صدارتی مہم میں داخل ہوسکتے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ آپ کو کام کا وزن معلوم نہ ہو۔ پہلے ملک کے بنیادی مسائل اور مشکلات کو جانیں۔ ملک کے مسائل ایک یا دو نہیں ہیں۔ یہاں سیکڑوں مسائل ہیں ، جن میں کم از کم دسیوں امور ملک کے بنیادی اور اہم امور میں شامل ہیں۔ ان کو جانئے ، جانئے کہ ملک کا مسئلہ کہاں ہے اور ملک کے مسائل کیا ہیں ، ان مسائل کے حل کے لئے کوئی لائحہ عمل اور حل نکالیں ، خواہ مختصر ہی کیوں نہ ہو۔ اب ہم نہیں کہتے تفصیلیہ کم از کم مختصر طور پر، آپ کے پاس اس کے لئے ایک حل موجود ہو۔ معاشیات کے مسئلے کو سمجھیں۔ معیشت اہم ہے۔ معاشیات ہی میں اہم امور ہیں۔ قومی پیداوار کا رشد، قومی سرمایہ کاری کی نمو ، قومی کرنسی کی مضبوطی ، افراط زر کا مسئلہ اور اسی طرح کے مسائل معیشت کے عنوان کے تحت ہیں۔ اگلا ،

قومی سلامتی کا مسئلہ ، جو ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ معاشرتی مسائل کا مسئلہ ، ملک کا سب سے اہم مسئلہ معاشرتی مسائل کا مسئلہ ہے۔ دنیا کی پیچیدہ سیاست کا سامنا کرنا۔ آپ ان سیاستوں سے نمٹنا چاہتے ہیں۔ خارجہ پالیسی کا مسئلہ۔ ثقافت کا ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ آپ کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ ملک میں کیا ہورہا ہے اور کیا متوقع ہے اور کیا کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کو جانئے۔ اگر آپ دیکھتے ہیں کہ خدا کے نام پر، یہ بھاری اور اہم بوجھ آپ اٹھا سکتے ہیں تو بسم اللہ داخل ہو جائیں۔ اگر آپ دیکھتے کہ نہیں کرسکتے تو داخل نہ ہوں ، جیسا کہ روایت ہے کہ جو شخص ایک کام نہیں کرسکتا اور اس میں داخل ہوتا ہے اسے ایک بہت ہی برا وعدہ دیا گیا ہے ، جس وعدہ کا میں ذکر نہیں کروں گا۔ لہذا، یہ بھی ایک نکتہ ہے جو امیدواروں سے متعلق تھا۔

ایک اور نکتہ جو عوام سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ وہ خصوصیات جو مطلوبہ صدر مملکت کی خصوصیات ہونی چاہئے، میں کہتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ واقعی اس طرح ہے یا نہیں۔ یہ میری ذاتی رائے نہیں ہے۔ ہر ایک جو ملک کی خوشحالی کا متلاشی ہے وہ ایسا صدر چاہتا ہے۔ پہلے یہ کہ مطلوبہ صلاحیتوں کا حامل ہو، نظم و نسق اور مناسب انتظامی صلاحیت رکھتا ہو۔ دوم ، با ایمان ہو ؛ اگر ایماندار نہ ہو تو اس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ بے ایمان ایک وقت میں ملک ، ملک کے مفادات ، لوگوں کو فروخت کردیتا ہے۔ پس باایمان ہو۔ اگلا ، انصاف پسند ہوں ، اینٹی کرپشن ہو۔ یہ ایک سب سے اہم خوبی ہے جسے صدر کے پاس ہونا چایئے کہ حقیقی معنوں میں عدالت کے حصول کا خواہاں ہو اور حقیقی معنوں میں بدعنوانی کے خلاف لڑنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ ایک انقلابی اور مجاہدانہ طرزعمل کا حامل ہو۔ ملک میں موجود تمام بنیادی مسائل کے ہوتے ہوئے اشرافی طریقہ کار کے ذریعہ نظام نہیں چلایا جاسکتا ہے۔ ایک جہادی اور انقلابی تحریک کی ضرورت ہے۔ اسے اس طرح سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

اندرونی صلاحیتوں پر یقین رکھتا ہو۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو اندرون کو بالکل بھی قبول نہیں کرتے ہیں۔ وہی پرانا لفظ کہتے ہیں کہ ملک کے اندر ، صرف مٹی کا لوٹا بنایا جاسکتا ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ اندرونی صلاحیتیں کیا ہیں۔ ایک بار ، جب ایک صاحب نے دفاعی معاملے کے بارے میں کچھ کہا تو میں نے کہا انکے لئے دفاعی شعبے کے دورے کا بندوبست کریں تاکہ یہ افراد آئیں اور دیکھیں کہ دفاع کے معاملے میں ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ ملکی صلاحیتوں پر واقعتا اعتماد کریں اور صلاحیتوں پر یقین رکھیں۔ اور نوجوانوں پر یقین رکھتے ہوں، نوجوانوں کو قبول کرتے ہوں، نوجوانوں کو ملک کی عوامی تحریک کا علمبردار تسلیم کرنا اور ان پر اعتماد کرنا۔ میں زمانہ قدیم سے نوجوان لوگوں سے رابطے میں ہوں اور میں نے کئی سالوں سے مختلف امور میں ان پر بھروسہ کیا ہے۔ واقعی ، جہاں بھی نوجوان آتے ہیں – میں اب اس طرح کے لقب اور ایسی چیزوں کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں – ایسا ہی ہے کہ وہ سخت گرہیں کھول دیتے ہیں اور مسائل کو حل کرتے ہیں۔ صدر مملکت خود نوجوانوں پر یقین رکھتا ہو۔ عوامی ہو۔ پر امید ہو ؛ مایوس، مستقبل اور آئندہ کے بارے میں تلخ اور تاریک نظریہ رکھنے والا نہ ہو۔

اگر کوئی ایسا شخص ہو جو مشکلات کو سنبھال سکے اور عہدے پر آجائے تو وہ یقینا اس ملک کو مطلوبہ مقام پر لے جائے گا۔ ان خصوصیات کے حامل صدر کو تلاش کریں۔ یقینا، ، اس کا پتہ لگانا سب لوگوں کے لئے آسان نہیں ہے۔ ٹھیک ہے ، وہ ماہر لوگوں کے پاس جا سکتے ہیں اور ان سے پوچھ سکتے ہیں۔ بہرحال صدارتی امیدوار میں ایسی خصوصیات تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ اور ہم خدا سے دعا گو ہیں کہ وہ ایران کے عوام کی مدد کرے اور ان کی رہنمائی کرے، ان‌شاءاللہ، تاکہ وہ ان خصوصیات کے حامل ایسے شخص کو تلاش کرلیں اور اسے منتخب کریں۔

انتخابات کے بارے میں ، آخری بات یہ ہے کہ ہماری باشرف قوم انتخابات کو قومی اتحاد کی علامت بنائے ، تقسیم اور تفرقہ کی علامت قرار نہ دے، دوقطبی ہونے کی علامت نہ بنائے۔ ان غلط تقسیم بندیوں کو جیسے "بائیں" اور "دائیں" اور اس طرح کی چیزوں کو ایک طرف رکھیں۔ جو اہم ہے وہ ملک کا مستقبل ہے ، ہماری نسل کا مستقبل ہے ، جو اہم ہے وہ ملک کا باعزت اسلامی نظام ہے۔ یہ اہم ہیں ، ان پر غور کیا جانا چاہئے اور پوری قوم کو ایک ساتھ ہونا چاہئے۔ یقینا ، ان کے ذوق مختلف ہیں۔ سلیقے کا فرق ہے، سیاسی نقطہ نظر کا فرق ہے، قومیتوں کا فرق ہے ، مذاہب کا فرق ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ پہلے بھی تھا ، اب ہے ، بعد میں بھی ہوگا۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے [لیکن] انہیں قومی اتحاد میں خلل نہیں ڈالنا چاہئے ، یعنی انہیں قوم کے افراد میں اختلاف ایجاد کرنے کا باعث نہیں ہونا چاہئے ، انہیں ملک کو پولرائز نہیں کرنا چاہئے۔ یہ انتخابات کے بارے میں کچھ باتیں۔

آخری بات ایٹمی معاہدے اور علاقائی مسائل سے متعلق امور ہیں۔ اس سلسلے میں ہم کچھ جملے پیش کریں گے۔ پہلا یہ کہ امریکی زیادہ سے زیادہ دباؤ (maximum pressure) ناکام ہوگیا ہے۔ اس پچھلے بیوقوف نے ایران کو کمزوری کی حالت میں رکھنے کے لئے اس منصوبے کے لئے زیادہ سے زیادہ دباؤ کی اس پالیسی کو نافذ اور اجرا کیا تھا ، تاکہ بعد میں ، ایران ، کمزور ہونے کی وجہ سے ، مذاکرات کی میز پر آنے پر مجبور ہوجائے ، اور وہ جو چاہے اس کمزور ایران پر اپنے مغرور مطالبات مسلط کرسکے۔ یہ مقصد تھا! اب وہ دفع ہوگیا اور چلا گیا ، اور وہ بھی اس خفت کے ساتھ ؛ اس کی روانگی خیر و عافیت کے ساتھ نہیں تھی، ذلت کے ساتھ روانگی تھی۔ اور اس نے خود کو ذلیل کیا ، اس نے اپنے ملک کی تذلیل کی ، اس نے امریکہ کی تذلیل کی۔ اور ، خدا کا شکر ہے ، اسلامی جمہوریہ طاقت اور اختیار کے ساتھ کھڑا ہے ، اور عزت خدا کے تحت یہ ملک اور یہ قوم موجود ہے۔ لہذا ، وہ یہ جان لیں کہ ان کا زیادہ سے زیادہ دباؤ اب تک ناکام ہوچکا ہے ۔اس کے بعد بھی، اگر یہ نئی امریکی انتظامیہ زیادہ سے زیادہ دباؤ ڈالنا چاہتی ہے تو، وہ بھی ناکام ہوجائی گی ، وہ بھی دفع ہوجائیں گے اور دفن ہوجائیں گے ، اور اسلامی ایران ، وقار کے ساتھ ، طاقت کے ساتھ ، تمام پر عزت کے ساتھ باقی رہے گا۔ یہ مشورے جو ہم نے دیئے ہیں ، وہ ایران کو روز بروز مضبوط تر بنائیں گے ان‌شاءالله ۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ایٹمی معاہدے کے اراکین ممالک اور خود اس معاہدے کے بارے میں ملکی پالیسی واضح طور پر بیان کردی گئی ہے۔ اس پالیسی کی خلاف ورزی نہیں کی جانی چاہئے۔ یہ ایک ایسی پالیسی ہے جس کا اعلان اور اس پر اتفاق کیا گیا ہے۔ یعنی ، یہ پالیسی نہیں ہے کہ جو [دوسری] پالیسیوں میں کوئی غیر معمولی پالیسی ہو۔ نہیں ، یہ ایک ایسی پالیسی ہے جس پر سبھی نے اتفاق کیا ہے۔ وہ پالیسی یہ ہے کہ امریکی تمام پابندیاں ختم کریں ، پھر ہم تصدیق کریں گے۔ اگر صحیح معنوں میں پابندیاں منسوخ کردی گئی ہیں، تو ہم اپنی ذمہ داریوں پر واپس آجائیں گے، ہم کسی بھی مسئلے کے بغیر اپنے معاہدے پر واپس آجائیں گے۔ یہ ایک حتمی پالیسی ہے۔ ہم امریکیوں کے وعدے کو قابل اعتماد نہیں سمجھتے ہیں۔ یہ کہنا بیکار ہے کہ ہم پابندیاں اٹھا لیں گے اورصرف کاغذی کاروائی کی حد تک اٹھا لی جائیں۔ اسکا کوئی فائدہ نہیں۔ عمل ضروری ہے ؛ انہیں پابندیوں کو عملی طور پر اٹھانا ہوگا ، ہمیں تصدیق کرنی ہوگی اور اس بات پر مطمئن ہونا ہوگا کہ پابندیاں ختم ہوچکی ہیں، تب ہم اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں گے۔

اب ، کچھ امریکی اسی ایٹمی معاہدے کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ میں نے کچھ امریکیوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ آج کے حالات ، جب معاہدے پر دستخط ہوئے تھے ،اسوقت سے تبدیل ہوچکے ہیں ، لہذا معاہدے کو بھی

تبدیل کرنا ہوگا۔ میں اتفاق کرتا ہوں ، ہاں ، آج کی صورتحال ایرانی سال 94 اور 95 کے مقابلے میں بدلے ہیں، لیکن یہ امریکہ کے حق میں نہیں بدلے ہیں، حالات ہمارے حق میں تبدیل ہوئے ہیں۔ صورتحال ایران کے حق میں بدلی ہے، آپ کے حق میں نہیں! ایران سال 94 سے بہت مضبوط ہوچکا ہے ، جو خود پر انحصار کرنے کے قابل ہے ، اور اس نے خود اعتمادی حاصل کی ہے۔ آپ '94 کے بعد سے ذلیل ہوچکے ہیں! ریاستہائے متحدہ میں ایک حکومت برسر اقتدار آئی جس نے آپ کے ملک کو اپنی باتوں سے، اپنے اقدامات ، اپنے طرز عمل اور پھر اپنے اقتدار چھوڑنے کے طریقے سے ذلیل کیا۔ معاشی پریشانیوں نے آپ کے پورے ملک کو گھیر لیا ہے۔ یہ اس طرح نہیں ہے [کہ حالات آپ کے حق میں ہیں]۔ ہاں، صورت حال بدل گئی ہے ، [لیکن] آپ کے نقصان میں۔ اگر معاہدہ کو تبدیل کرنا ہے تو اسے ایران کے حق میں بدلنا ہوگا، ان کے حق میں نہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم نے پابندیوں کو غیر موثر بنا دیا۔ بہت ساری سائنسی کمپنیوں ، نوجوانوں کی بڑی تحریک ، اس شعبے میں مختلف خلاقانہ اقدامات کے ساتھ۔ ان‌شاءاللہ، ہم اسی راہ پر گامزن رہیں گے، لیکن آپ زیادہ سے زیادہ پھنس گئے ہیں۔ آج بھی مشکل میں ہیں ؛ یہ واضح نہیں ہے کہ اس صدر کی قسمت بھی کیا ہوگی۔

یہ بھی کہتا چلوں۔ ہمیں اس راہ حل کی کوئی جلدی نہیں ہے۔ اب کچھ لوگ کہتے ہیں ، "جناب ، ایک موقع ہے ، موقع کو نہیں ہاتھ سے جانے دینا چاہئے"۔ ہاں ، ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ مواقعوں کا بروقت استعمال کیا جانا چاہئے اور مواقع کو ضائع نہیں کرنا چاہئے ، لیکن ہمیں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ کچھ معاملات میں جلدی، ہاتھ سے جاتے مواقع سے کہیں زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے۔ جس طرح ہم نے ایٹمی معاہدے کے معاملے میں جلدی سے کام لیا۔ ہمیں جلدی نہیں ہونی چاہئے۔ ان کا سارا کام کاغذ پر تھا ، جواب میں ہمارا کام عملی تھا۔ ہم نے جلدی کی ، ہم نے اپنا کام کیا ، انہوں نے اپنا کام نہیں کیا ، انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کیے۔ یقینا ، یہ بہت اہم ہے کہ ہم نوٹ کریں کہ ہمارے پاس بہت صبر ہے اور ہم اپنا کام انجام دے رہے ہیں۔ اگر وہ ہماری پالیسی قبول کرتے اور اس پر عمل کرتے ہیں جو ہم نے بیان کی ہے تو، پھر سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔ [اگر] انہوں نے ایسا نہیں کیا تو ویسا ہی ہوگا جیسا آج ہے۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

]جہاں تک[ہم کہہ رہے ہیں کہ، مثال کے طور پر ، فرض کریں کہ وہ پہلے یہ پابندی ختم کریں، میں نے دنیا کے ان سیاستدانوں میں سے کچھ کو کہتے سنا ہے: "جناب ، یہ میں پہلے، آپ پہلے اس میں کیا فرق ہے؟ آپ کہتے ہیں امریکہ پہلے، امریکہ کہتا ہے پہلے آپ؟" بحث پہلے آپ پہلے میں کی نہیں ہے۔ بحث یہ ہے کہ ہم نے اوبامہ کے زمانے میں امریکیوں پر بھروسہ کیا اور معاہدے کے تحت ہمیں وہ کام جو انجام دینے چاہئے تھے ہم نے انجام دیئے، لیکن وہ اپنے تعہد پر قائم نہیں رہے۔ یعنی ، انہوں نے کاغذ پر کہا کہ انہوں نے پابندیاں ختم کردی ہیں ، لیکن ان کے ایجنٹوں نے جو بھی کمپنی ہمارے ساتھ معاہدہ کرنا چاہتی تھی، اس کمپنی سے کہا کہ "جناب، یہ ایک خطرہ ہے اور یہ واضح نہیں ہے کہ آیندہ کیا ہوگا۔ " یعنی انہوں نے سرمایہ کار کو ڈرایا۔ انہوں نے اس طرح عمل کیا۔ ہمیں ان کے کام پر اعتماد نہیں ہے۔ ان کا وعدہ ہمارے لئے کوئی قیمت نہیں رکھتا۔

علاقے کے تمام مسائل کے بارے میں امریکی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اس وقت بھی وہ غلطی کر رہے ہیں۔ وہ صیہونی حکومت کی جو ظالمانہ حمایت کر رہے ہیں، غلط ہے۔ وہ شام میں غاصبانہ طریقے سے داخل ہو گئے ہیں شرق فرات میں وسیع پیمانے پر موجود ہیں، یہ یقینی طور پر غلط ہے اور یمن کے مظلوم عوام کی سرکوبی میں سعودی عرب کی حکومت کا ساتھ دینا بھی غلط ہے۔

فلسطین کے بارے میں امریکا کی پالیسیاں غلط ہیں، زور دے کر کہا کہ عالم اسلام میں مسئلۂ فلسطین کبھی فراموش نہیں ہوگا، یہ اسی بات پر خوش ہیں کہ دو چار حقیر حکومتیں ان سے، صیہونی حکومت سے رابطہ قائم کر لیں اور تعلقات کو معمول پر لے آئیں۔ ان کا کوئي اثر ہی نہیں ہے، دو تین غیر مؤثر حکومتوں کی وجہ سے امت مسلمہ مسئلۂ فلسطین کو فراموش نہیں کرے گی اور مسئلۂ فلسطین کو نظر انداز نہیں کرے گي، اسے امریکی جان لیں، یمن کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔

یمن کی جنگ اوباما کی ڈیموکریٹ حکومت کے زمانے میں آل سعود نے شروع کی اور امریکا کے گرین سگنل پر کیہ امریکا نے انھیں اجازت دی اور ان کی مدد کی، بے شمار فوجی وسائل ان کے حوالے کیے۔ کس لیے؟ اس لئے کہ یمن کے نہتے عوام پر اتنے بم برسائیں کہ پندرہ دن میں یا ایک مہینے میں وہ ان کے سامنے جھک جائیں۔ انھوں نے غلطی کی!

اب چھے سال ہو چکے ہیں اور وہ ایسا نہیں کروا سکے۔ مارچ کے یہی ایام تھے کہ یمن پر حملہ شروع ہوا تھا۔ اس دن سے چھے سال گزر چکے ہیں اور یہ لوگ یمن کے عوام کو جھکا نہیں سکے۔ امریکیوں سے میرا سوال یہ ہے کہ جس دن تم نے آل سعود کو یمن کی جنگ شروع کرنے کا گرین سگنل دیا تھا کیا تمھیں معلوم تھا کہ انجام کیا ہوگا؟ تم جانتے تھے کہ سعودی عرب کو کس دلدل میں پھنسا رہے ہو کہ اب وہ نہ تو اس میں باقی رہ سکتا اور نہ ہی باہر نکل سکتا ہے۔

اس کے لیے دو طرفہ مشکل ہے۔ نہ تو وہ جنگ کو روک سکتا ہے اور نہ ہی اسے جاری رکھ سکتا ہے، اس کے لیے دونوں صورتوں میں نقصان ہے۔ تم امریکی جانتے تھے کہ سعودی عرب کو کس مصیبت میں دھکیل رہے ہو۔ اگر جانتے تھے اور پھر بھی تم نے ایسا کیا تو تمھارے حلیفوں کی بد نصیبی ہے کہ تم ان کے بارے میں اس طرح عمل کرتے ہو۔ اگر نہیں جانتے تھے تب بھی تمھارے حلیفوں پر وائے ہو جو تم پر یقین کرتے ہیں اور اپنے پروگراموں کو تمھارے حساب سے تیار کرتے اور آگے بڑھاتے ہیں جبکہ تم خطے کے حالات سے ناواقف ہو۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالی دنیا میں موجود تمام گمراہوں کو گمراہیوں سے نجات دلائے گا اور ان کو ان کی غلطیوں سے واپس پلٹا دے گا۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ ، ان‌شاءاللہ اللہ تعالی ایران کے عوام کو زیادہ سے زیادہ با عزت، طاقت ور اور زندگی گزارنے کے وسائل سے بہرہ مندترقرار دے گا، اور انہیں خوشبخت اور خوشحال بنائے گا۔ مادی اور روحانی دونوں لحاظ سے، ان‌شاءاللہ ۔ زمانے کے ولی خدا کا پاک دل ، اہل ایران سے مطمئن ہو ، اور ان کی دعا ، ان‌شاءاللہ ہمارے تمام لوگوں اور اس حقیر کے شامل حال ہو۔ عظیم امام (خمینیؒ) کی پاک روح ہم سے راضی ہو اور شہدا کی پاکیزہ ارواح ہم سے راضی ہوں۔